اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْآ اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ (الروم:21)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت:۔

ازدواجی زندگی کے عنوان پر بات کرتے ہوئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور مختلف معاشروں میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا؟ تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف ممالک میں عورت اپنے بنیادی حقوق سے بالکل محروم تھی۔ فرانس میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ آدھا انسان ہے اس لئے معاشرے کی تمام خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ چین میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ برائیوں کی طرف انسان کو دعوت دیتی ہے۔ جاپان میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ ناپاک پیدا کی گئی ہے، اس لئے عبادت گاہوں سے اس کو دور رکھا جاتا تھا۔ ہندوازم میں جس عورت کا خاوند مر جاتا اس کو معاشرے میں زندہ رہنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے خاوند کی نعش کے ساتھ زندہ جل کر اپنے آپ کو ختم کر لے، اگر وہ اس طرح نہ کرتی تو اس کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عیسائی دنیا میں عورت کو معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ کنواری (Nuns) رہ کر زندگی گزاریں۔ جب کہ مرد راہب بن کر رہنا اعزاز سمجھتے تھے۔ جزیرہ عرب میں بیٹی کا پیدا ہونا عار سمجھا جاتا

تھا۔لہٰذا ماں باپ خود اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔عورت کے حقوق اس قدر پامال کئے جاچکے تھے کہ اگر کوئی آدمی مرجاتا تو جس طرح وراثت کی چیزیں اس کی اولاد میں تقسیم ہوتی تھیں اسی طرح بیوی بھی اس کی اولاد کے نکاح میں آجاتی تھی۔اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہوجاتا تو مکہ مکرمہ سے باہر ایک کال کوٹھری میں اس عورت کو دو سال کے لئے رکھا جاتا تھا۔طہارت کے لئے پانی اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری نہ دی جاتی تھیں اگر دو سال یہ جتن کاٹ کر بھی عورت زندہ رہتی تو اس کا منہ کالا کر کے مکہ مکرمہ میں پھرایا جاتا۔اس کے بعد اسے گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اب سوچئے تو سہی کہ خاوند تو مرا اپنی قضاء سے، بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ مگر یہ مظلومہ اتنی بے بس تھی کہ اپنے حق میں کوئی آواز ہی نہیں اٹھا سکتی تھی۔ایسے ماحول میں جب کہ چاروں طرف عورت کے حقوق کو پامال کیا جارہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اسلام کی نعمت دے کر بھیجا۔آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے آکر عورت کے مقام کو نکھارا۔بتلایا کہ اے لوگو! اگر یہ بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے، اگر بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے، اگر بیوی ہے تو زندگی کی ساتھی ہے، اگر ماں ہے تو اس کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام:۔

معزز سامعین! وہ لوگ کس قدر سخت دل ہوں گے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔دفن ہونے والی معصوم بچیوں کی چیخ و پکار ان کے کانوں میں پڑتی ہوگی مگر ان کا ضمیر ان کو نہیں جھنجھوڑتا ہوگا۔ ایسے حالات میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کر کے فرمایا جس آدمی کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں وہ ان کی اچھی پرورش کرے حتی کہ ان کا نکاح کر دے تو وہ آدمی جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت:۔

نبی اکرم ﷺ نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس دلایا اور بتلایا کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) بلکہ دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ اگر عورت کے ساتھ تم ازدواجی زندگی گزارو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راستے میں تمہاری مدد و معاون بنے گی اسلام نے واضح کیا کہ راہب بن کر جنگلوں اور غاروں میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہوکر نہیں جاتا ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہوکر جاتا ہے۔یعنی اسی معاشرے میں رہو گے اور جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوگی۔گویا اسلام نے رہبانیت کی بجائے معاشرتی زندگی کا سبق دیا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ (نکاح میری سنت ہے)

پھر فرمایا

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جاسکتا ہے۔

انبیاء کرام کی سنتیں:۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

☆ الحیاء حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔

☆ والتعطر یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استمال کیا کرتے تھے۔

☆ والسواک یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔

☆ والنکاح یعنی تمام انبیاؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً (الرعد:38)

(اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ سب انبیاءؑ دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو پختہ (Establish) کر دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے:۔

حدیث پاک میں ہے

اَلنِّكَاحُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو جائے وہ ایمان کے کامل رتبے کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس

حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں:۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

☆ عَجِّلُوْا بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْفَوْتِ (تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)

☆ عَجِّلُوْا بِالتَّوْبَۃِ قَبْلَ الْمَوْتِ (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)

☆ جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

☆ تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

☆ جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتے مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

خوش قسمت انسان:۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں درج ذیل ہیں۔

☆ شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔

☆ ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔

☆ مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔

☆ وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔

☆ نیک بیوی، یعنی ہمدم و ہمساز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

اہمیت نکاح:۔

یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے Avoid کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تاکہ تمہیں اپنے آپ کو پاک باز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا، اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

اہمیت حق مہر:۔

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی

ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی سادگی میں مارے جاتے ہیں۔ حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔ او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔ کیوں؟ ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جو حق مہر نبی اکرم ﷺ نے ادا فرمایا۔ اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانش مندی نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجّل ہو گا یا مؤجل ہو گا۔ عجلت کا لفظ آپ نے

پڑھا ہوگا۔ عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجّل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے، خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عندالطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِیۡٓــًٔا مَّرِیۡٓــًٔا (النسآء:4)

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر:۔

شریعت نے نکاح کی تشہیر کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَفۡشُوا النِّكَاحَ بَیۡنَكُمۡ (نکاح کی تشہیر کرو)

سنت یہ ہے کہ جمعہ کا دن ہو، جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا کوئی اور بڑا مجمع ہو، اس وقت نکاح کرے۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلائیں تاکہ سب کے علم میں آجائے کہ آج کے بعد یہ لڑکا اور لڑکی اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

شادی شدہ کے لئے اجر زیادہ:۔

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے

بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔ گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ، جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

اچھی بیوی کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے امام بخاریؒ ابوھریرہؓ کی روایت نقل کرتے ہیں تُنْكَحُ الْمَرْاَةَ لِاَ رْبَعٍ عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے لِمَا لِهَا وَلِحَسْبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مال دار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروا دیں گے جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں، تو فرمایا لما لھا اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں۔ دوسری وجہ فرمائی وَلِحَسْبِهَا اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یعنی اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ تیسری وجہ فرمائی وَ لِدِيْنِهَا اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو زندگی کیسے نبھے گی، جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو　شاخ　نازک　پر　آشیانہ　بنے　گا　ناپائیدار　ہوگا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے تو اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ تو نیکی اور دین داری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو، اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِهَا اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ

دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا، آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے، صرف حسب ونسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاک بازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے:

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَ اِنْ نَّظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَ اِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَ اِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَ مَالِهٖ

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ وہ کوئی چیز نہیں مگر نیک بیوی اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ کہ اگر اسے کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے۔ وَ اِنْ نَّظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ جب اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا جائے تو اس سے دل خوش ہونا چاہیے۔ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ اور اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ خاوند اس کے لئے قسم اٹھائے کہ بیوی اس کو پورا کرے گی تو اس کو پورا کر دے۔ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَ مَالِهٖ اور اگر وہ بیوی سے کچھ وقت کے لئے دور چلا جائے تو بیوی اس کے مال اور اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں خیانت نہ کرے۔ یہ نیک بیوی کی صفات بتائی گئیں۔

دنیا کی بہترین عورت:۔

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا! ہاں بتائیے۔ فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

فَا طِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّیْ (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھی بیوی کی صفات:۔

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں۔ پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہوگا اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا۔ مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے (Face is the index of mind)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔ دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔ تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو، چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات:۔

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی میں ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا؟ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے۔ جرأت اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا مشقت اٹھانے والا بدن تھا، ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے، سب سے بڑی بات کہ اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔ دوسری

مثال حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے، اچھا کاروبار تھا، معاشرے میں عزت کا مقام تھا، اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسان سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی، اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مثالیں پیش کر دیں اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔ خاوند کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تحمل مزاجی ہو کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو بنک رپٹ ہوگا۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرہ:228) اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ عطا فرمایا

یعنی ان کو گھر کا سربراہ بنایا، مرد کی مثال بادشاہ کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند۔ لہٰذا مرد میں تحمل مزاجی اور بردباری کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب یہ تحمل اور بردباری نہیں ہوتی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوک جھونک ہوتی ہے۔ معمولی باتیں جیسے کھانے میں نمک کیوں کم ہے؟ یہ روٹی ٹھنڈی کیوں آ گئی؟ گرم آنی چاہئے تھی یہ فلاں کام ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بیچاری گھر کا کام کاج کر کے تھکی پڑی ہو تو کبھی تعریف کے کلمے زبان سے نہ نکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں ہاتھ آ گئی وہاں بیوی کی خیر نہیں۔ وہ مرد جن میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی گاڑی راستے میں کہیں نہ کہیں کھڑی ہو جاتی ہے، کسی نکمی سی بات پہ میاں بیوی میں سرد گرمی ہوئی تو میاں نے فوراً طلاق طلاق طلاق کے گولے داغ دیئے۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ فقیر سویڈن میں تھا۔ وہاں ایک فیملی میں طلاق ہوئی وجہ یہ تھی کہ خاوند کچن کے سنک میں آ کر برش کیا کرتا تھا۔ بیوی اس کو منع کرتی تھی کہ جب باتھ روم کا سنک

ہے تو وہاں برش کیا کریں، اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ہی کروں گا، لو اس بات پر میاں بیوی میں طلاق ہوگئی، جس نے سنا حیران ہوا۔ بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ کاش کہ دونوں عقل سے کام لیتے۔

پار اترنے کے لئے تو خیر بالکل چاہیئے بیچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہیئے

تحمل اور بردباری نہ ہو تو انسان کی زندگی کبھی بھی کامیاب نہیں گزر سکتی۔ جب گھر کے سب لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو آپس میں جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ کبھی بیٹا بیٹی ماں کی نافرمانی کر سکتے ہیں۔ کبھی ماں بچوں پر MAD ہو سکتی ہے تو مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کو وہی حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تحمل مزاجی رکھنے والا ہو۔

مرد کی دوسری بڑی صفت یہ ہے کہ اسے گھر کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں نکھٹو اور کام چور نہیں ہونا چاہیئے۔ دیکھئے ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ وقت کے نبی ہیں اور گھر کے کام کاج کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ وقت کے نبی ہیں سفر میں بیوی دردزہ کا شکار ہوئی تو فرمایا بیٹھو میں ابھی جاتا ہوں آگ ڈھونڈنے کے لئے

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (طٰهٰ: 10) میں تمہارے لئے کہیں نہ کہیں سے آگ ڈھونڈ لاؤں

تا کہ تمہیں آرام ملے اب دیکھئے کہ وقت کے نبی ہیں اور بیوی کی آسانی کے لئے آگ کے انگارے ڈھونڈتے پھرتے ہیں، یہ کتنی بڑی عبادت بنائی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے نبیؑ مصروف ہیں اس لئے گھر کا کوئی کام مرد کو کرنا پڑ جائے تو فرار اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ جس طرح چھوٹے چھوٹے پتھر مل کر پہاڑ بن جاتے ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے مسائل اکٹھے ہو کر اختلافات کے پہاڑ بن جاتے ہیں، دو

دلوں کے درمیان دیوار کھڑی ہو جاتی ہے، نتیجہ گھر کی تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بعض مرتبہ تو پینتیس پینتیس سال کی ازدواجی زندگی طلاق کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔

اگر مرد چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری خدمت گزار بن کر رہے تو مرد کو بھی بیوی کی ضروریات پوری کرنا ہوں گی یہ Equation (مساوات) تب ہی (Balance) متوازن رہ سکتی ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے۔ شریعت نے دونوں کے درمیان ایک میزان قرار دے دیا ہے۔ میاں کے ذمے ہے کہ وہ عورت کے حقوق ادا کرے اور عورت کے ذمہ ہے کہ وہ مرد کے حقوق ادا کرے۔ اس طرح دونوں پرسکون زندگی گزار سکیں گے یہی ازدواجی زندگی کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا کہ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنادیں۔ لِتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو۔ وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کردی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الروم: 21) سوچنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ اب قرآن مجید سے یہ ثابت ہوا کہ ازدواجی زندگی کا اصل مقصود پیار و محبت سے رہنا اور پرسکون زندگی گزارنا ہے۔ سوچئے جب ہم خود ہی سکون کے پرخچے اڑانے والے بن جائیں گے تو پھر ازدواجی زندگی کیسے کامیاب ہوگی۔

اچھی اور کامیاب زندگی وہی ہے جس میں خاوند کو بھی سکون ہو اور بیوی کو بھی سکون ہو۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی سکون نصیب نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کامیاب زندگی نہیں اور آج تو اللہ کی شان

ایسا معاملہ بن گیا کہ شاید ہی کوئی خاوند ایسا ہو جو دن میں ایک بار بیوی کی قسمت کو نہ روئے اور شاید ہی کوئی بیوی ایسی ہو جو دن میں ایک بار اپنے خاوند کو نہ کوسے۔ یہ سب ہماری بے علمی اور بے عملی کا نتیجہ ہے، ہم مقصدِ اصلی کو بھول گئے، ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑے کرنے بیٹھ جاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا اور ناک کا مسئلہ بنا لیا کرتے ہیں، یہ غلط ہے ہمیں ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

ازدواجی زندگی کا حسین تصور:۔

قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں جو تصور (Concept) دیا وہ آج تک کوئی دوسرا معاشرہ پیش نہیں کر سکا۔ قرآن پاک نے میاں بیوی کے بارے میں کہا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:187)

(وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو)

لباس سے تشبیہ دینے میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے، لباس سے اس کے عیب چھپتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ تو بیوی کو خاوند کے لئے لباس کہا اور خاوند کو بیوی کے لئے لباس کہا کہ اب تم دونوں ایک دوسرے کے اتنا قریب ہو جتنا قریب لباس ہوا کرتا ہے۔ اب بتائیے قرب کا اس سے بہتر تصور کوئی دوسرا پیش کر سکتا ہے۔ اللہ اکبر، روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اماں حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا۔ کیوں؟ سر سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ سر پر نہ بٹھا لیں اور پاؤں سے اس لئے پیدا نہ کیا کہ پاؤں کی جوتی نہ بنا لیں۔ پسلی سے اس لئے پیدا کیا کہ زندگی کا ساتھی سمجھتے ہوئے اپنے دل کے قریب رکھیں۔ قرآن

پاک نے یہی نہیں کہا کہ تم زندگی گزارو، بلکہ فرمایا

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النسآء:19) تم نے ان بیویوں کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی گزارنی ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بیویوں پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مردوں کو سفارش کر دی۔ اے خاوند! تمہارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ تمہاری بیویوں کے لئے تمہارا پروردگار سفارش کر رہا ہے، آج تم اس سفارش کا خیال رکھو گے تو کل وہ قیامت کے دن تمہاری بخشش کر دے گا۔ اللہ اکبر کبیرا

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

فرمایا اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

(ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے حتیٰ کہ مارتا بھی ہے (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات ذرا دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آ کر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

يُظِلُّ اَحَدُكُمْ يَضْرِبُ اِمْرَاَتَهٗ ضَرْبَ الْعَبْدِ ثُمَّ يظل يُعَانِقُهَا وَلَا يَسْتَحْيِ ؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس و کنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔

یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تا کہ اسے نصیحت ہو سکے۔ مثل مشہور ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، دو باتیں بڑی عام ہیں ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔

بدزبان عورت:۔

یاد رکھئے میرے دوستو! بدزبان بیوی اپنے شوہر کو قبر تک پہنچانے کے لئے گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے، جس کی بیوی بدزبان ہو اس کو ساری زندگی سکون نہیں مل سکتا۔ عورت کو کہا گیا کہ وہ اپنی زبان کے

اندر نرمی اور مٹھاس پیدا کرے اور اچھے انداز سے بات کرے۔ ویسے یہ پکی بات ہے کہ میٹھی سے میٹھی عورت کیوں نہ ہو پھر بھی اس کے اندر تھوڑی بہت تلخی ضرور ہوتی ہے کیونکہ تعلق ہی ایسا ناز و انداز کا ہوتا ہے۔ تاہم عورت کی زبان میں نرمی ہونی چاہئے۔ شریعت نے کہا اپنے خاوند سے نرم انداز میں بات کرے، جہاں کسی غیر مرد سے بات کرنے کا وقت ہو تو سختی سے بات کرے تاکہ اسے دوسری بات پوچھنے کی جرأت نہ ہو۔ آج کل کی فیشن ایبل عورتوں کا معاملہ برعکس ہے۔ خاوند سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی کڑواہٹ سمٹ آتی ہے اور کسی غیر سے بات کرنی ہو تو ساری دنیا کی شیرینی سمٹ آتی ہے۔ بہرحال یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جن رشتوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی ان کو زبان کاٹ کے رکھ دیتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ عورت کی زبان وہ تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں تو اتنی بدزبان ہوتی ہیں کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ناقابل برداشت ہوتیں۔ کئی عورتیں تو بدزبانی اور بدگمانی ہی کی وجہ سے گھر برباد کر لیتی ہیں۔ شرع شریف نے حکم دیا کہ محرم مرد سے بات کرو تو نرمی سے، غیر محرم سے بات کرنی پڑ جائے تو سختی سے کرو، دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ اگر عورت سارے دن میں ایک مرتبہ اپنے خاوند سے نرمی سے بات کرے جس نرمی سے وہ پڑوسی مرد سے بات کرتی ہے تو گھر آباد رہے۔ اس طرح مرد اگر پورے دن میں ایک مرتبہ بیوی کو اس محبت کی نگاہ سے دیکھے جس نظر سے وہ پڑوسی عورت کو دیکھتا ہے تو بھی گھر آباد رہے۔

سلف صالحین کا معمول:۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی ایک پوری سورت جسے سورۃ النساء کہتے ہیں اس میں مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کے احکام بتلائے۔ سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کو نکاح سے پہلے سورۃ النساء اور سورۃ النور ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے جن کے ہاں بیٹی ہو وہ اس کو

اگر پورا قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا سکتے تو کم از کم سورۃ النساء اور سورۃ النور کا ترجمہ کے ساتھ پڑھا دیا کریں تا کہ لڑکی اچھی ازدواجی زندگی گزار سکے۔ بعض سلف صالحین کا تو عجیب معمول تھا کہ جب بچی پڑھ لکھ جاتی اور ابھی شادی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا (اس وقت پرنٹنگ پریس نہیں ہوتے تھے) تو یہ بیٹی کے ذمہ لگاتے کہ بیٹی اپنے لئے ایک قرآن پاک لکھ لو، تو یہ بچی روزانہ باوضو ہو کر خوش نویسی سے قرآن پاک لکھتی تھی اور جب قرآن پاک مکمل ہو جاتا تو سنہری جلد باندھ کر باپ اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کرتا تھا۔ یہ پہلے وقتوں کا جہیز ہوا کرتا تھا گویا اس کے خاوند کو پیغام مل رہا ہوتا تھا کہ میری بیوی نے گھر میں جو زندگی گزاری ہے اس کا فارغ وقت اس قرآن پاک کو لکھنے میں گزرا ہے۔

خاوند کے حقوق:۔

نبی اکرم ﷺ نے حقوق زوجین کا تذکرہ کرتے ہوئے عورتوں کو بتایا کہ اگر شریعت میں کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو اور اسے ایسی حالت میں موت آجائے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولتے ہیں تا کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو سکے۔ یہ بھی بتا دیا کہ اگر کسی عورت سے اس کا خاوند جائز وجہ سے ناراض ہو اور وہ عورت ضد کر کے خاموش رہے اور خاوند ایسی حالت میں سو جائے تو ساری اللہ کے فرشتے اس عورت پر لعنت برساتے رہتے ہیں، گویا خاوند کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو شامل کر دیا گیا۔ خاوند کی اطاعت اور فرمانبرادری میں صحابیاتؓ کے واقعات بڑے عجیب ہیں۔

ایک صحابیہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے، جس دن شوہر نے آنا ہے تو اس دن چند گھنٹے پہلے بیٹا فوت ہو گیا۔ اب پریشان بیٹھی ہے کہ خاوند اتنے عرصے بعد آئے گا اور جب یہ معلوم ہوگا کہ بیٹا

فوت ہو گیا تو اسے کتنا صدمہ ہو گا، دل میں افسوس ہو گا کاش بچے کو زندگی میں آ کر پیار ہی کر لیتا۔ جب صحابیہؓ بہت پریشان ہوئی تو اس نے بچے کو نہلا دھلا کر کپڑا ڈال کر چارپائی پر رکھ دیا۔ کسی کو اطلاع نہ دی خاوند سمجھا کہ وہ سو رہا ہے۔ چنانچہ خاوند نے کھانا کھایا تو رات ہو گئی۔ میاں بیوی اکٹھے بھی ہوئے سفر کی باتیں بھی ہوئیں۔ لیکن اس عورت کو دیکھئے جو ماں تھی اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی جس کے معصوم بچے کی لاش سامنے چارپائی پر پڑی ہے مگر وہ خاوند کی خوشی کی خاطر سینے پر سل رکھ کر اس راز کو چھپائے بیٹھی ہے کہ میرے خاوند کا دل غمزدہ نہ ہو۔ وہ اس کے ساتھ کھانا بھی کھا رہی ہے، ہنس بول بھی رہی ہے، دونوں مل بھی رہے ہیں، حتیٰ کہ اس حال میں صبح ہو گئی۔ صبح اپنے خاوند سے پوچھتی ہے کہ مجھے ایک بات بتائیے، خاوند نے کہا پوچھو۔ کہنے لگی کہ اگر کوئی کسی کو امانت دے اور پھر کچھ عرصہ بعد واپس مانگے تو وہ خوشی سے دینی چاہیئے یا غمزدہ ہو کر۔ خاوند نے کہا کہ خوش ہو کر۔ کہا کہ اچھا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے امانت دی تھی آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے اللہ نے وہ امانت واپس لے لی، اب جائیے اور خوشی خوشی اللہ کے حوالے کر دیجئے۔ اللہ اکبر، اس صحابیہؓ نے حسن معاشرت کا حق ادا کر دیا۔ صبح ان کے خاوند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے گھر میں یہ معاملہ ہوا۔ میری بیوی نے میری خوشی کی خاطر اتنے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دعا دی چنانچہ اللہ نے اس رات میں برکت ڈالی اور وہ عورت اپنے خاوند سے ملنے کی وجہ سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے ان کو ایک اور بیٹا عطا کیا، جو حافظ قرآن بھی بنا اور حافظ حدیث بھی بنا۔

بیوی کے حقوق:۔

آیئے اب جائزہ لیں کہ عورت کے خاوند پر کیا حقوق ہیں ان میں سے پہلا حق عورت کا نان نفقہ یعنی عورت کے اخراجات کو پورا کرنا ہے۔ ایک بات ذہن میں رکھ لینا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ذمہ

اپنا نان نفقہ کمانے کا بوجھ نہیں رکھا۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے اپنی بیٹی کا خرچہ پورا کرے، اگر بہن ہے تو بھائی کے ذمے ہے کہ وہ اپنی بہن کا خرچہ پورا کرے، اگر بیوی ہے تو خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کا خرچہ پورا کرے اور اگر ماں ہے تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کا خرچہ پورا کرے۔ بیٹی بننے سے لے کر ماں بننے تک اللہ تعالیٰ نے عورت پر اپنی روزی کمانا کبھی بھی فرض نہیں کیا۔ تو یہ خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچہ پورا کرے۔ اس نان ونفقہ کے متعلق علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ خاوند کو چاہیئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کا ذاتی خرچہ مقرر کرے۔ ممکن ہے کہ کوئی آدمی پچاس ڈالر دے سکتا ہو، کوئی آدمی سو ڈالر دے سکتا ہو اور کوئی آدمی صرف دس ڈالر دے سکتا ہو، مقدار کی بات نہیں۔ گھر کی سبزی وغیرہ کے لئے خرچہ دینا اور بات ہے شریعت کہتی ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے اپنے گھر کو چھوڑ کر تمہارا گھر بسانے یہاں آئی ہے اب تم اس کو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے کچھ پیسہ دے دو اور دینے کے بعد تمہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کہاں خرچ کیا۔ اس میں بھی حکمت ہے، ہوسکتا ہے کہ عورت محسوس کرے کہ میری بہن غریب ہے میں اس کو دے دوں، میں اپنے بھائی کی کچھ مدد کر دوں۔ ہوسکتا ہے کہ اسے تب خوشی ہو جب وہ کسی غریب عورت کا دکھ بانٹے۔ لہٰذا جب ذاتی خرچہ دے دیا تو اب پوچھنے کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے خرچ سکتی ہے۔ بیوی کے حقوق سے متعلق دوسری بات سنیں فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جب مرد کسی عورت سے نکاح کرے اس کی ذمہ داری ہے کہ اس عورت کو سر چھپانے کے لئے اپنے حیثیت کے مطابق جگہ بنا دے۔ مثل مشہور ہے اپنا گھونسلہ اپنا، کچا ہو یا پکا۔ عورت کو کوئی ایسی جگہ Provide کر دینا جہاں وہ سر چھپائے یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اگر مجبوری ہو گھر کے سب افراد اکٹھے رہتے ہوں تو اسے کوئی ایک کمرہ ہی دے دیا جائے جہاں وہ اپنی ضروریات کا سامان رکھ سکے۔ یہ نہ ہو کہ بیوی کا بھی وہ کمرہ ہے اور اسی میں ماں باپ کا سامان بھی پڑا ہوا ہے، کسی اور

کا سامان بھی پڑا ہوا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہر بندہ مکان نہیں بنا سکتا تاہم جو بنا سکتے ہیں وہ بنا کر دیں یہ خاوند کے فرائض میں سے ایک فرض ہے تیسری بات چونکہ خاوند اپنے گھر کے لئے امیر اور سردار ہوتا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی رعایا یعنی اہل خانہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ

(تم زمین والوں پر نرمی کرو آسمان والا تم پر نرمی فرمائے گا)

اس لئے فرمایا کہ جو انسان دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے نرمی فرمائیں گے۔ جو دوسروں کو جلد معاف کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جلدی معاف فرما دیں گے، جو دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اسلام میں بیوی کا تصور جیون ساتھی کا تصور ہے، ہمدم وہمراز کا تصور ہے، وہ کوئی باندی کا تصور نہیں ہے، وہ اچھے دوست کا تصور ہے۔ قرآن پاک میں جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ ہے وہاں جگہ جگہ فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اور تم اللہ سے ڈرتے رہنا، یہ اس لئے کہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ (البقرہ: 223) اور تم جان لینا کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اس لئے بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں نہ بیوی شرم سے کسی کو بتا سکتی ہے اور نہ خاوند شرم سے کسی کو بتا سکتا ہے مگر اندر اندر دونوں ایک دوسرے کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا تم اس طرح ایک دوسرے کا دل جلایا کرو گے تو یاد رکھنا کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کرنی ہے، اگر ایک دوسرے کو سکون نہیں پہنچاؤ گے تو قیامت کے دن اس کو کیسے جواب دے سکو گے۔ ایک بہترین اصول یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کوتاہی بیوی سے ہو جائے تو وہ معافی مانگ لے اور اگر خاوند سے ہو جائے تو وہ معذرت کر لے۔ اپنی غلطی پر معذرت کر لینا

عظمت ہوتی ہے۔ مجھے اس موقع پر اپنے پیرومرشد کی ایک بات یاد آئی یہ حضرات کتنے مخلص ہوتے ہیں اپنی زندگی کے واقعات نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔فرمانے لگے ایک روز میں وضو کر رہا تھا (عمر رسیدہ تھے) اہلیہ محترمہ وضو کرواتے وقت پانی ٹھیک طرح سے نہیں ڈال رہی تھی جس پر میں نے انہیں ذرا سختی سے بات کہہ دی کہ تم کیوں ٹھیک طرح سے وضو نہیں کروا رہی۔ مگر میرے اس طرح غصہ کرنے پر وہ خاموش رہیں اور جس طرح میں چاہتا تھا ویسے کر دیا۔خیر میں وضو کر کے گھر سے چلا راستے میں خیال آیا ابھی تو میں اللہ کی مخلوق کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا تھا اور ابھی مصلے پر جا کر نماز پڑھاؤں گا میری نماز کیسے قبول ہوگی۔ کہنے لگے میں آدھے راستے سے واپس آیا اور بیوی سے معذرت کی اس نے مجھے معاف کر دیا، پھر میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھائی۔

مسجد ڈھادے مندر ڈھادے ڈھادے جو ڈھیندا　پر کسے دا دل نہ ڈھاویں رب دلاں وچ رہندا

ازدواجی زندگی اور مشرقی معاشرہ:۔

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پرسکون ہے۔ ہمارا تجزیہ یہ ہے کہ سو میں سے کم از کم ننانوے لڑکیاں جب اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو ان کے دلوں میں گھر بسانے کی نیت ہوتی ہے۔ یہ اعزاز صرف مشرقی لڑکی کو حاصل ہے کہ جب اپنے ماں باپ کے گھر سے چلتی ہے تو دل میں یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نے گھر بسانا ہے۔ یہ آگے خاوند کا معاملہ ہے، اچھی طرح Handle کیا تو گھر آباد ہوگیا Mishandle کیا تو وہ گھر برباد ہوگیا۔ بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عُرُبًا یعنی خاوندوں کی عاشق اور قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (الرحمن:56) یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں

یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی بیوہ عورت یہ سمجھے کہ مجھے اپنے بچوں کی پرورش کی خاطر بیٹھنا ہے اور خود اس کو پسند کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہو گئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔

اللہ اکبر،

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

خوشگوار ازدواجی زندگی:۔

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا کرتے ہیں۔ تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔ انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should have a big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھر کے معاملات نبھانے چاہئیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقت کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ برسر پیکار رہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔ جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

زندگی بیت رہی ہے دانش کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

بعض اوقات یہ جھگڑے کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ میری بات یاد رکھنا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں جھگڑتے، جب بھی جھگڑیں گے کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑیں گے، یا تو وہ ساس سسر ہوں گے اور یا بیوی کے میکے والے۔ اس لئے شریعت نے ایک بات سمجھا دی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ اسی طرح لڑکے کو بتا دیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا تو اس میں ایک بہترین اصول یاد رکھ لیجئے کہ شادی کے بعد لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے۔ جہاں یہ اصول دونوں میاں بیوی اپنا لیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔ کبھی ایک غصہ میں آجائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام

لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آجانا معاملے کو بے حد خراب کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر وثواب ملتا ہے تو اس موقعہ پر ذرا خاموش ہو جایا کریں۔

منفی سوچ سے بچیں:۔

میاں بیوی دونوں کو منفی سوچ سے بچنا چاہئے۔ پنجابی کا مقولہ ہے "بھاندے دا سب کچھ بھاوے تے نہ بھاندے دا کجھ وی نہ بھاوے" یعنی جو آدمی اچھا لگتا ہو۔ اس کا ہر کام اچھا لگتا ہے اور جو آدمی برا لگتا ہو اس کا ہر کام برا لگتا ہے۔ میاں بیوی میں اگر منفی سوچ ہو تو ایک دوسرے کی ہر بات زہر معلوم ہوتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی ان سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی، انہوں نے ایک دن دعا کی کہ یا اللہ! میرے ہاتھ پر کوئی ایسی کرامت ظاہر فرما جسے دیکھ کر میری بیوی بھی میری عقیدت مند بن جائے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے انہیں الہام ہوا کہ تم اڑنا چاہو تو تمہیں ہوا میں اڑنے کی کرامت ملے گی چنانچہ وہ بزرگ اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی نے آتے ہی کہا "لو تم بھی بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ بزرگ تو آج میں نے دیکھے جو ہوا میں اڑتے جا رہے تھے" اس بزرگ نے کہا "خدا کی بندی وہ میں ہی تو تھا" تو بیوی نے فوراً کہا "اچھا میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ اڑنے والا ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے" دیکھا منفی سوچ کتنی بری چیز ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کریں، میاں بیوی کو چاہئے کہ قدم اٹھانے سے پہلے دیکھ لیں کہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی پر احسان کرے گا یقیناً وہ اپنی بیوی کا دل جیت لے گا۔ تو بیوی کو زور کے ذریعے جیتنے کی

کوشش نہ کریں، بیوی کو احسان اور اچھے اخلاق کے ذریعے جیتنے کی کوشش کریں۔ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز منفی سوچ ہے۔دیکھیں سوچنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں، میں مثال دیتا ہوں ایک شاخ پر پھول بھی ہیں کانٹے بھی ہیں،اے مخاطب تجھے گلہ ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔یہ اپنی نظر ہے کسی کی نظر کانٹوں پر گئی اور کسی کی نظر پھول پر گئی۔سچ ہے نظر اپنی اپنی ، پسند اپنی اپنی۔

مسکرانا بھی نیکی ہے:۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

اللہ اللہ،سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔خاوندوں کو چاہیئے کہ دفتروں کے جھگڑے دفتر ہی میں چھوڑ کر آیا کریں جب گھر میں داخل ہوں تو مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے،سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جواب میں بیوی کی مسکراہٹ بھی ملے گی۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔خاوند کی

مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہیئے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستان میں رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

لکھ کر لٹکا یئے

انگلش کا ایک فقرہ ہے۔اس کو میرے دوستو یاد کر لیجئے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجئے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نے کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں سے بنا کرتے ہیں۔اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ہم دیارِ غیر میں بیٹھے ہیں ہماری چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہونے والے جھگڑے جب مقامی انتظامیہ کو پہنچتے ہیں تو وہ اسلام پر ہنستے ہیں، وہ نبی ﷺ کی تعلیمات پر انگلیاں اٹھاتے ہیں، کتنی بدبختی ہے۔اگر ہم نے اپنی کم ظرفی کی وجہ سے کسی کو اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دیا چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں (Talk of the town) ٹاک آف دی ٹاؤن بنا کرے۔ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر

کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ

”بندے دی قدر آندی اے ٹرگیاں یا مرگیاں“

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کر لیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہوسکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہیے ۔عفوو درگزر اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہیئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منا لینا چاہیے۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

اتنے اچھے موسم میں

روٹھنا نہیں اچھا

ہار جیت کی باتیں

کل پہ ہم اٹھا رکھیں

آج دوستی کر لیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

انوکھا واقعہ:۔

علماء کرام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بیوی بہت خوبصورت تھی جب کہ خاوند بہت بدصورت اور شکل کا انوکھا تھا، رنگ کا کالا تھا۔ بہر حال زندگی گزر رہی تھی، نیک معاشرے میں زندگیاں گزر جایا کرتی ہیں۔

ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا خوش ہوا۔ بیوی دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔اس نے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا جب آپ مجھے دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہیں اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

LOVE AFTER MARRIAGE:

ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالنا بے جا نہ ہوگا۔ اسلام نے (Love before marriage) کی اجازت نہیں دی۔(Love after marriage) کی اجازت دی ہے۔لو میرج کی بنیاد بنائیں گے تو یہ کمزور ہوگی۔ آپ اس کا حشر مغربی معاشرے میں دیکھ رہے ہیں اور لو آفٹر میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہترین لڑکی تلاش کر لی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کر لیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے ہیں۔ اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہیے۔ وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر و ثواب ملے گا۔

میرے آقا ﷺ نے اپنے ایک ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلا دیئے۔

آیئے خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے میں اپنے پیارے آقا اور سردار ﷺ کا ایک عمل آپ کو بتا دیتا ہوں۔

محبت بھری زندگی:۔

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ گھر تشریف لائے صحن میں دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ پیالے سے پانی پی رہی ہیں۔ دور سے دیکھا تو وہیں سے فرمایا حمیرا (نام عائشہ تھا مگر پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے) نبی پاک ﷺ نے ہمیں اس میں بھی سبق دے دیا۔ دور سے فرمایا حمیرا، بولیں اے اللہ کے نبی ﷺ فرمایئے،

فرمایا تھوڑا سا پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ وہ امتی تھیں بیوی تھیں، آپ ﷺ خاوند بھی تھے، سید المرسلین بھی تھے، رحمت العالمین بھی تھے۔ برکتیں تو آپ ﷺ کی ذات سے ملنی تھیں مگر سبحان اللہ محبت بھی عجیب چیز ہے کہ رفیقہ حیات کو دیکھا پانی پی رہی ہیں تو دور سے کہا کہ کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کچھ پانی بچا دیا۔ جب آپ ﷺ قریب تشریف لائے تو اپنی بیوی کا بچا ہوا پانی ہاتھ میں لے کر پینا چاہا۔ اچانک آپ ﷺ رک گئے اور پوچھا کہ اے حمیرا! تو نے اس پیالے پر کس جگہ لب لگا کر پیا تھا۔ حضرت عائشہؓ قریب آئیں اور اس جگہ کی نشاندہی کی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اس جگہ اپنے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا۔ اللہ اللہ میرے دوستو! اگر خاوند بیوی کو اس قدر پیار دے گا تو بیوی کا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر کو آباد نہیں کرے گی، بلکہ وہ تو گھر آباد کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے گی۔ وہ محبت کا جواب محبت سے، الفت کا جواب الفت سے، پیار کا جواب پیار سے، اور وفا کا جواب وفاؤں سے دے گی۔ وہ خاوند کی محبت کو دل میں بسائے گی اور اکھیوں کے جھروکوں میں اس کی تصویر سجائے گی۔ یہ ہے ازدواجی زندگی کا حسین اسلامی تصور۔ آیئے نفرتوں کو دور کیجئے اور محبت بھری پاکیزہ زندگی کی ابتداء کیجئے کسی شاعر نے کہا

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ